شراب وقمار

از جناب ریاض الحسن صاحب

اسلام کے سوا دنیا میں جس قدر بھی مذاہب ہیں ان میں سے ہر ایک کی اپنی الہامی کتابیں مشہور ہیں لیکن قرآن مجید کے سوا باقی کتابوں کے متعلق تمام دنیا بلکہ خود ان کے ماننے والوں کا بھی یہ اعتراف ہے کہ وہ اپنی اصلی حالت میں موجود نہیں ہیں۔ مثلاً ہندوؤں کے ویدوں کا تو آج پتہ ملنا بھی مشکل ہے۔ پارسیوں کی گاتھا سکندر اعظم کے شراب کے سرور کی نذر ہو گئی۔ بائیبل کے متعلق رسالہ لائف کا بیان ہے کہ وہ انسانوں کی لکھی ہوئی کتاب ہے۔ اگرچہ اس کے مصنفوں میں یسعیاہ (TSAIH) و حزقی ایل (EZCKIEL) یرمیاہ (TEREMIAH) اور سینٹ پال (ST. PAUL) جیسے مشہور نام ملتے ہیں، لیکن اس کے اکثر الفاظ ان لوگوں کی تصنیف ہیں جن کے نام بھی ہمیں معلوم نہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے ایک ہزار سال بعد تک الہامی پیغام زبانی روایتوں کے ذریعہ باپ سے بیٹے تک منتقل ہوتے رہے۔ جب حضرت عیسیٰ سے کوئی ہزار برس پہلے یہودیوں نے پرانی کہانیوں اور نظموں کو قلمبند کرنا شروع کیا تو بار بار نقل کرنے میں دانستہ اور نادانستہ دونوں طرح سے تبدیلیاں آتی رہیں۔ اور عیسائیت کے پھیلنے کے بعد تو غلطیاں بڑھتی ہی رہیں، حتیٰ کہ عہد نامہ جدید میں عہد نامہ قدیم سے بھی زیادہ تبدیلیاں ہوئیں[۲]

نہ صرف عیسائی ان حقائق کو تسلیم کرتے ہیں بلکہ خود بائیبل کے مطالعہ سے بھی یہ باتیں عیاں ہیں اس لیے تفصیل کی چنداں ضرورت نہیں۔ اب اگر کوئی یہ سوال کرے کہ اس جہان کے خالق نے انسانوں کی رہنمائی کے لیے کون کون سے صحائف نازل کیے ہیں تو جوابات مختلف ہو سکتے ہیں، لیکن اگر یہ سوال کیا جائے کہ جن کتابوں

---

[۱] HOW MEN WORSHIP BY F. H. HILLIARD. P 73

[۲] ملاحظہ ہو رسالہ لائف کی اشاعت خاص بعنوان "بائیبل"، ۱۹ اپریل ۱۹۶۵ء

کے الہامی ہونے کا دعویٰ کیا جاتا ہے ان میں کونسی کتاب ایسی ہے جو خود اپنے من جانب اللہ ہونے کا دعویٰ کرتی ہو اور پھر تغیّر و تبدُّل سے بھی قطعی پاک ہو تو جواب میں قرآنِ حکیم کے سوا کسی کا نام نہیں لیا جا سکتا۔ جو شخص بھی پیغام خداوندی تک رسائی چاہتا ہو اس کے لیے قرآن کے سوا کسی دوسری کتاب کی طرف رُخ کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جو انبیاء علیہم السلام آتے رہے وہ ایسے معجزات پیش کرتے رہے جو صرف وقتی طور پر دیکھے اور محسوس کیے جا سکتے تھے، لیکن محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو جو خاص معجزہ یعنی قرآن کریم عطا ہوا وہ ایسا ہے کہ اس کا اعجاز انسان کے لیے ہمیشہ مشعلِ راہ بنا رہے گا۔ یوں تو قرآنِ کریم بہت سے مختلف پہلوؤں سے معجزاتِ کثیرہ کا حامل ہے لیکن اس کا اصل معجزہ 'ہدایت' ہے۔

قرآن کریم کی آیاتِ مقدسہ جن معجزات کی حامل ہیں وہ مُرورِ زمانہ اور علمی ترقی کے ساتھ ساتھ دنیا میں نمایاں تر اور تابندہ تر ہوتے جا رہے ہیں۔ مثال کے طور پر ہم یہاں صرف ایک آیتِ کریمہ کے متعلق کچھ گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ یہ آیت احکامِ خمر سے متعلق ہے۔ ہم اس سلسلہ میں اس آیت کے بعض پہلوؤں پر اپنے قلیل علم کی مدد سے کچھ تھوڑی سی روشنی ڈالیں گے۔

خمر اور میسر کا باہمی تعلق ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ - إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ -

اس آیت میں خمر اور میسر وغیرہ سے منع کیا گیا ہے۔ جوئے کی برائیاں اربابِ عقل پر ہمیشہ واضح رہی ہیں، لیکن موجودہ سائنسی اور نفسیاتی تحقیق سے اس قرآنی حکم کی جس طرح مکمل تائید ہو رہی ہے شاید قدیم زمانے میں یہ کیفیت نہ تھی۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ خدا سے بالکل منحرف ملک چین بھی جوئے کو اپنے ہاں قانوناً حرام قرار دینے پر مجبور ہو گیا ہے۔

قرآن نے شراب اور جوئے کو ایک ساتھ ذکر کیا ہے اس کی کم از کم تین وجوہ ہیں :

۱- ماہرِ نفسیات نے ان دونوں چیزوں کا گہرا تعلق ثابت کیا ہے۔ دونوں کی تہ میں جنسیات ، خاصکر لواطت کے جذبات کام کرتے ہیں اور دونوں حقیقت سے فرار حاصل کرنے کے لیے بطور آلہ کے استعمال کیے جاتے ہیں۔

۲- آیت قرآنی یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ الخ (سورۂ بقرہ ۲۱۹) اس بات کو واضح کرتی ہے کہ زمانۂ نزولِ قرآن میں ایک موقعہ پر ان دونوں چیزوں کے بارے میں ایک ساتھ سوال کیا گیا تھا ، اس لیے جواب میں بھی ان دونوں کو ایک ربط میں بیان کیا گیا۔

۳- عربوں کا یہ طریقہ تھا کہ سخت سردی اور عُسرت کے زمانہ میں شراب کی مجالس قائم کی جاتیں اور ترنگ میں آکر اونٹ ذبح کیے جاتے اور اُن پر جُوا کھیلا جاتا پھر جتنا ہُوا گوشت فقراء و مساکین میں تقسیم کیا جاتا اس طرح خوب فیّاضی کی جاتی۔ گویا عرب میں شراب اور جُوا ساتھ ساتھ چلتے تھے۔ غرباء اور عوام کو اس طرح بظاہر جو فائدہ پہنچتا تھا اس کے باوجود جب قرآن نے ان کو حرام کیا تو لوگوں کو تعجب ہُوا کہ ایسی مفید چیزوں سے اسلام کیوں منع کرتا ہے۔ ان کے اسی سوال کے جواب میں فرمایا گیا کہ ان میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لیے "منافع" بھی ہیں۔ ان منافع سے مراد یہی منافع ہیں ، اس کا اشارہ کسی طبّی یا ذاتی فائدے کی طرف نہ تھا۔ اس نقطہ کو سمجھنے کے لیے اس عہد کی تہذیبی تاریخ سے واقفیت ضروری ہے۔

منافع للناس کا مطلب | قرطبی لکھتے ہیں کہ خمر کے نشہ میں بخیل بھی سخی بن جاتا ہے (و تسخی البخیل)۔ علامہ زبیدی تاج العروس میں لفظ "اِثْم" کے تحت لکھتے ہیں۔ قولہ تعالیٰ : قُلْ فِیْهِمَآ اِثْمٌ کَبِیْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ قال ثعلب کانوا اذا قامروا فقمروا اطعموا منه وتصدقوا فالاطعام والصدقة منفعة[۱]۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے ارشاد فیهما اثم کبیر و منافع للناس کے بارے میں ثعلب نے یہ وضاحت کی ہے کہ اہلِ عرب جب جُوا کھیلتے تھے اور ہار جیت ہوتی تھی تو اس کے بعد کھانے کھلائے جاتے اور خیرات بانٹی جاتی تھی۔ یہی کھانے کھلانا اور خیرات دینا وہ منفعت ہے جس کا ذکر آیت میں کیا گیا ہے۔

---

[۱] جلد ثالث ص ۵

ایک غور طلب بات یہ ہے کہ دونوں کا اکٹھا ذکر فرما کر کہا گیا ہے کہ ان میں لوگوں کے لیے فائدے کے پہلو بھی نظر آتے ہیں۔ یعنی جب یہ دونوں چیزیں جمع ہو جاتی تھیں تو پھر عرب کے جاہلی معاشرے میں افادہ کا ایک پہلو پیدا ہو جاتا تھا۔ کیونکہ نشے کی ترنگ میں فیاضی کی جاتی تھی۔ اس میں کسی فرد خاص کے فائدے کا ذکر نہیں بلکہ عام لوگوں کو جود و سخا سے جو نفع پہنچتا تھا وہی مذکور ہے۔

شراب کے فائدوں کے متعلق تو بعض لوگوں نے ہرزہ سرائی کی ہے۔ حالانکہ اب ثابت ہو چکا ہے کہ اس میں کوئی فائدہ ہی نہیں بلکہ نقصان ہی نقصان ہے۔ نمونیہ میں یہ فائدہ مند ہونے کے بجائے نقصان دہ ہے اتنی کہ جان لیوا بھی ہو سکتی ہے۔ لوگوں کا یہ خیال کہ یہ محرک (STIMULANT) ہے، غلط ثابت ہو چکا ہے۔ اس کا اثر شروع سے آخر تک مُسکِّن (DEPRESSANT) ہے۔ اب تمام ماہرین اس پر متفق ہو چکے ہیں[1]۔

لیکن جوئے کے فائدے کے متعلق تو کوئی شخص بھی زبان نہیں کھول سکتا۔ جوئے میں اگر ایک شخص کو فائدہ پہنچتا ہے تو دوسرے کو نقصان۔ اس لیے قمار کے سلسلہ میں اگر کسی کو ذاتی فائدہ بھی پہنچتا ہے تو اس کا ذکر نہیں کیا جا سکتا تھا۔ البتہ عام لوگوں کو جو فیاضی اور صدقہ سے فائدہ پہنچتا تھا، منافع للناس کہہ کر صرف اسی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ ورنہ ظاہر ہے کہ اگر بغیر استحقاق کے ایک شخص کی دولت دوسرے کو پہنچ جائے تو سوسائٹی کا اس میں ایسا کونسا فائدہ ہے جو قرآن اس کا ذکر کرے۔ سوسائٹی کو تو صرف مَیسر کے صدقہ اور خیرات سے فائدہ پہنچتا تھا۔ نشہ میں یہ فیاضی آسان ہو جاتی تھی۔ ترنگ میں آکر بسا اوقات جیتا ہوا سب کچھ فقراء کو بانٹ دیا جاتا تھا۔

علامہ زمخشری لکھتے ہیں: "مَیسر کے معنی قمار کے ہیں۔ یہ یسر کا مصدر ہے۔ یسرتہ کے معنی ہوئے تونے اس سے قمار بازی کی۔ یہ یسر سے مشتق ہے، جس کے معنی آسانی کے ہیں۔ کیونکہ اس میں دوسرے کا مال بہت اور آسانی سے بغیر محنت و مشقت کے ہاتھ آجاتا ہے۔ یا یہ یسار سے مشتق ہے کیونکہ اس میں آدمی کی دولت و ثروت سلب ہو جاتی ہے۔ عرب میں مَیسر کا طریقہ یہ تھا کہ ان کے ہاں بغیر پھل اور پروں کے دس یا زیادہ تیر تھے جن سے پانسوں کا کام لیا جاتا تھا۔ ان میں مختلف نشان ڈال دیئے گئے تھے۔ ان کے نام یہ تھے:

---

[1] DRUGS AND THE MIND DE ROPP. P. 121, 122

فَذ - توام - رقیب - حلس - نافس - مسبل - معلی - منیح - سفیح - وغد۔

ان میں سے ہر تیر کا ایک مقرر اور معلوم حصہ تھا جو ان اونٹوں میں سے نکالا جاتا تھا جنہیں وہ ذبح کرتے تھے۔ صرف تین تیر ایسے تھے، یعنی منیح، سفیح اور وغد، جن کا کوئی حصہ نہ تھا . . . . فذ کا ایک حصہ، توام کے دو، رقیب کے تین، حلس کے چار، نافس کے پانچ، مسبل کے چھ، اور معلی کے سات حصے تھے۔ ان تمام تیروں کو ایک تھیلے میں ڈالا جاتا اور وہ تھیلا کسی معتبر آدمی کے ہاتھ میں دے دیا جاتا۔ پھر خوب ہلا کر ان تیروں کو آپس میں ملا دیا جاتا۔ اس کے بعد ہر ہر آدمی کا نام لے کر باری باری تیر نکالے جاتے جس کے نام پر مقرر حصہ والا تیر نکلتا وہ اپنا حصہ لے لیتا، اور جس کے نام بے حصے والا تیر نکلتا اس کو کچھ نہ ملتا، بلکہ تمام جانوروں کی قیمت اُسے ادا کرنی پڑتی۔ پھر یہ تمام جیتا ہوا گوشت یہ قمار باز خود نہ کھاتے بلکہ فقراء میں تقسیم کر دیتے اور اس پر فخر کیا کرتے اور جو اس شراب نوشی اور قمار بازی میں حصہ نہ لیتا اس کو بخیل سمجھتے اور اس کا نام "برم" (کنجوس) رکھتے تھے۔ آگے چل کر علامہ زمخشری لکھتے ہیں کہ قمار کی تمام اقسام مَیسر ہی کے حکم میں ہیں جن میں چوسر اور شطرنج وغیرہ شامل ہیں۔

امام بَغوی لکھتے ہیں کہ مَیسر کی اصل ذبح کے اونٹوں سے تعلق رکھتی ہے۔ اور یہ اس طرح ہوتا کہ عرب میں اہلِ ثروت جانور خریدتے اور پھر ان کو ذبح کرتے (یعنی جُوا کھیل کر)، پھر ان ذبح شدہ جانوروں کو فقراء میں تقسیم کر دیا جاتا اور اس میں سے قمار باز لوگ خود کچھ نہ کھاتے اور اپنی اس فیاضی پر فخر کرتے اور جو اس جوئے بازی میں شریک نہ ہوتا اس کو عیب لگاتے۔

مرتضیٰ زبیدی تاج العروس میں لفظ مَیسر کی تشریح کرتے ہوتے لکھتے ہیں: جب عرب قمار بازی کرنا چاہتے تو ایک اونٹ قرض لیتے اور اس کو ذبح کرتے اور اس کے ۲۸ حصے کرتے تھے . . . . ذبح کے اونٹ کا نام مَیسر اس لیے پڑا کہ اس کے اجزاء الگ کیے جاتے تھے، گویا وہ موضوعِ تجزیہ تھا۔

خازن لکھتے ہیں، کبھی ایسا ہوتا کہ ان میں سے ایک شخص ایک ہی نشست میں سو اونٹ داؤ پر لگاتا اور اُسے مالِ کثیر حاصل ہوتا۔ پھر وہ اس مال کو محتاجوں میں بانٹ دیتا اور اس کی بڑی ناموری ہوتی۔ یہی وہ منفعت ہے جس کی طرف قرآن مجید میں اشارہ کیا گیا ہے۔

امام قُرطُبی اپنی تفسیر میں اِس پر تفصیل سے گفتگو کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ عربوں کی عادت تھی کہ وہ سخت

سردی، عسرت اور قحط کے زمانہ میں یہ فعل کیا کرتے۔ قمار باز ضمانت پر اونٹ وغیرہ لیتے، اور قمار بازی کرنے کے بعد سب کچھ فقراء میں تقسیم کر دیتے، اس پر فخر کرتے اور اس میں حصہ نہ لینے والے کو بُرا سمجھتے اور اس کا نام کنجوس رکھتے . . . یہی اس جوئے کا نفع تھا، ورنہ اصل میں تو یہ دوسروں کا مال باطل طریقے سے لینا ہے۔ (شراب کے نشہ میں یہ فیاضی آسان ہو جاتی تھی۔ امام قرطبی کا یہ قول پہلے گزر چکا ہے)

پس ہم دیکھتے ہیں کہ قدیم عرب میں شراب اور مَیسر ایک دوسرے کے ساتھ لازم و ملزوم تھے: تاش وغیرہ میں تو بعض اوقات کچھ تھوڑا بہت حصہ انسان کے فہم یا مشق کا ہو سکتا ہے، لیکن میسر تو بالکل فال کی طرح ایک اتفاقی چیز ہوتی تھی۔ قرآن نے اس موقع پر قمار کا لفظ استعمال نہیں کیا ہے بلکہ مَیسر کہا ہے جو جوئے کی خاص قسم تھی تاکہ اس کا شراب کے ساتھ مل کر فقراء کے لیے نفع کا جو پہلو نکلتا تھا اس کی تخصیص ہو سکے۔ جاہلیت کے زمانے میں عرب کے لوگ شراب پی کر اونٹ ذبح کرنے اور کھانا کھلانے کے اس قدر (CONDITIONED) عادی ہو چکے تھے کہ بعض اوقات جوئے کے سلسلہ کے بغیر ہی شراب کی ترنگ میں جو اونٹ ملتا اس کو پھاڑ ڈالتے تھے، اور یہ نہیں دیکھتے تھے کہ کس کا ہے اور لوگوں کو اس کے کباب بنا کر کھلا دیتے اور غربا میں بھی تقسیم کرتے۔ سیرت النبیؐ جلد ششم میں شبلیؒ نے اس کا ذکر کیا ہے اور مثال کے طور پر سبعہ معلقہ میں طرفہ کے قصیدے اور صحیح بخاری میں حضرت حمزہ کے قصے کی طرف اشارہ کیا ہے۔

روسی ماہرِ نفسیات (PAVLOV) نے CONDITIONING (عادی ہونا) کے تجربے کتے پر کیے تھے جس کو گھنٹی بجنے کے ساتھ کھانا ملتا تھا۔ پھر جب یہ عادت پختہ ہو گئی تو صرف گھنٹی سننے ہی سے اس کی رال ٹپکنی شروع ہو جاتی تھی چاہے کھانا کہیں بھی نہ ہو۔ عرب کے لوگ بھی شراب اور مَیسر کے معاملہ میں اسی نوعیت کے عادی ہو چکے تھے۔

یہاں سے ایک یہ مسئلہ بھی مستنبط ہوتا ہے کہ اگر جوا اس شرط سے کھیلا جائے کہ جیتا ہوا مال خیرات کر دیا جائے گا، پھر بھی جوا حرام ہی ہوگا۔

یہاں سے امام قُرطُبی نے ایک عمدہ دلیل ہر قسم کے نشہ کی حرمت پر اخذ کی ہے وہ یہ کہ مَیسر جوئے کی خاص قسم ہے، لیکن علماء کا اس پر اجماع ہے کہ ہر قسم کا جوا بالکل مَیسر ہی کی طرح حرام ہے۔ اسی طرح چاہے

خمر کے معنی صرف انگور کی شراب کے ہوں، لیکن اس مثال کے مطابق ہر قسم کا نشہ خمر ہی کی طرح حرام قرار پائیگا۔
امام موصوف کے الفاظ یہ ہیں:

والخمر ماء العنب الذی غلا او طبخ وما خامر العقل من غیرہ فھو فی حکمہ۔ لان اجماع العلماء ان القمار کلہ حرام ..... وانما ذکر المیسر من بینہ فجعل کلہ قیاساً علی المیسر۔ والمیسر انما کان قمارا خاصۃ کذالك کل ما کان کالخمر فھو بمنزلتھا۔

خمر انگور کے اس رس کو کہتے ہیں جو سڑ گیا ہو یا پکایا گیا ہو۔ رہیں دوسری وہ چیزیں جو عقل کو ڈھانک لیتی ہیں، تو وہ خمر ہی کے حکم میں ہیں، کیونکہ علماء کا اس پر اجماع ہے کہ ہر قسم کا جوا حرام ہے، حالانکہ قرآن میں جوئے کی صرف ایک قسم "میسر" کا ذکر کیا گیا ہے۔ مگر علماء نے اس پر قیاس کر کے تمام جوؤں کو حرام قرار دیا ہے۔ ایسا ہی معاملہ تمام شرابوں کا بھی ہے کہ ہر وہ چیز جو خمر کی طرح ہو وہ خمر کے حکم میں ہے۔

(باقی)